علی رضی اللہ عنہ کے پاس زبیر رضی اللہ عنہ کا سر لایا جانا

محبوب انصاری

گزشتہ روز فیس بک پر ایک تحریر نشر کی گئی جس میں محرر نے شیخ کفایت اللہ سنابلی حفظہ اللہ کی کتاب یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۷۵ پر موجود ایک روایت کی صحت پر بعض شبہات وارد کئے یہ تحریر انہی شبہات کے جوابات پر مشتمل ہے۔سب سے پہلے یہ روایت مع سند ملاحظہ فرمالیں:

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ:أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ يَعْنِي الْوَالِبِيَّ قَالَ:"دَعَا الأَحْنَفُ بَنِي تَمِيمٍ فَلَمْ يُجِيبُوهُ، ثُمَّ دَعَا بَنِي سَعْدٍ فَلَمْ يُجِيبُوهُ، فَاعْتَزَلَ فِي رَهْطٍ، فَمَرَّ الزُّبَيْرُ عَلَى فَرَسٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ: ذُو النِّعَالِ، فَقَالَ الأَحْنَفُ: هَذَا الَّذِي كَانَ يُفْسِدُ بَيْنَ النَّاسِ، قَالَ:فَاتَّبَعَهُ رَجُلاَنِ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ أَحَدُهُمَا فَطَعَنَهُ، وَحَمَلَ عَلَيْهِ الآخَرُ فَقَتَلَهُ، وَجَاءَ بِرَأْسِهِ إِلَى الْبَابِ فَقَالَ: ائْذَنُوا لِقَاتِلِ الزُّبَيْرِ، فَسَمِعَهُ عَلِيٌّ فَقَالَ: بَشِّرْ قَاتَلَ ابْنِ صَفِيَّةَ بِالنَّارِ، فَأَلْقَاهُ وَذَهَبَ"

ابوخالد الوالبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"احنف نے بنوتمیم کو دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کی، پھر اس نے بنوسعد کو دعوت دی انہوں نے بھی قبول نہ کی، پس ایک دن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے ایک گھوڑے پر جارہے تھے جس کا نام ذوالنعال تھا، تو احنف نے کہا: یہی وہ شخص ہے جو لوگوں کے مابین فساد برپا کرتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ پھر احنف کے ساتھیوں میں سے دولوگوں نے ان کا پیچھا کیا پھر ایک نے ان پر حملہ کرکے انہیں زخمی کردیا اور دوسرے نے حملہ کرکے انہیں قتل کرڈالا۔اس کے بعد احنف زبیر رضی اللہ عنہ کا سر لے کر علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا اور کہا: قاتل زبیر کو اجازت دیں، علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن لی اور کہا: ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو، پھر احنف نے زبیر رضی اللہ عنہ کے سر کو وہیں رکھا اور رخصت ہوگیا۔[الطبقات الکبریٰ لابن سعد:۳/۱۱۰،واسنادہ صحیح]

اصل موضوع شروع کرنے سے قبل موصوف معترض نے شیخ حفظہ اللہ کے متعلق لکھا۔

"جناب مولوی کفایت اللہ سنابلی نے حمایت یزید میں اصول حدیث کے ساتھ وہ کھلواڑ کیا ہے جو شاید ہی کسی نے کیا ہو صحیح کو ضعیف اور ضعیف کو صحیح"

عرض ہے محرر صاحب یہی بات تو شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ پر بھی کی گئی ہے ملاحظہ کریں:

"اس روایت کا جواب مشہور غیر مقلد احادیث کی توڑ پھوڑ یعنی صحیح کو ضعیف اور ضعیف کو صحیح بنانے کے ماہر زبیر علی زئی نے یوں دیا ہے"(قافلہ حق: جلد:۵،شمارہ نمبر:۴،صفحہ:۵۶)

شیخ زبیر رحمہ اللہ ہی پر بس نہیں اس طرح کی بات تو جمیع اہل حدیث پر کی گئی ہے چنانچہ مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب نے اپنی کتاب "حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیار رد وقبول" کے ابتدائی صفحات پر بھی اس طرح کا کلام کیا ہے جس میں محرر صاحب آپ خود بھی شامل ہیں معلوم ہوا اس طرح کی بات شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور محرر صاحب آپ پر خود ہے لہٰذا

ہم یہی کہتے ہیں "ما کان جوابک فھو جوابی"

اب آتے ہیں اصل موضوع کی طرف موصوف نے اس روایت میں دو علت پیش کی ہے:

اول: زائدہ بن نشیط مجہول ہیں۔ دوم: ابو خالد الوالبی اور علی رضی اللہ کے درمیان انقطاع ہے۔

پہلی علت کا جائزہ:

موثقین زائدہ بن نشیط

(۱) امام ترمذی رحمہ اللہ۔ انہوں نے ان کی روایت کی تحسین کی ہے۔[سنن الترمذی: ۶۴۳/۴]

(۲) امام ابن حبان رحمہ اللہ۔ انہوں نے ان کو "الثقات" میں ذکر کیا ہے۔[الثقات لابن حبان: ۳۳۹/۶]

ساتھ ہی ان کی روایت کی تصحیح بھی کی ہے۔[صحیح ابن حبان: ۳۹۳]

جو ان کی معتبر توثیق ہونے پر دال ہے تفصیل دیکھیں: کتاب "چاردن قربانی کتاب وسنت۔۔۔ للشیخ سنابلی: ص: ۶۰"

(۳) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ۔ ان کی روایت کی تصحیح کی ہے۔[صحیح ابن خزیمة: ۱۸۸/۲]

(۴) امام ذہبی رحمہ اللہ۔ "ثقة"[الکاشف للذھبی: ۴۰۰/۱]

ان کی روایت کی تصحیح بھی کی ہے۔[المستدرک علی الصحیحین مع تعلیق الذھبی: ۴۸۱/۲]

(۵) امام حاکم رحمہ اللہ۔ انہوں نے بھی ان کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔[المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۴۸۱/۲]

بلکہ یہ راوی خود شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ثقہ ہے بلکہ آپ نے بعض مقامات پر ثابت بھی کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"ابو خالد الوالبی وزائدة بن نشیط وثقھما ابن خزیمة وابن حبان والحاکم وغیرھم" (سنن ابن ماجہ: ۴۱۰/۵، ت حافظ زبیر، سنن ترمذی: ۴۸۲/۴، انگریزی ترجمہ ت حافظ زبیر)

یہاں صاف طور پر شیخ زبیر رحمہ اللہ نے ابن خزیمہ ابن حبان وحاکم وغیرہم رحمہم اللہ سے ثبوت توثیق کا اشارہ کیا ہے ان مذکورہ ائمہ کی توثیق کی تفصیل آپ اوپر دیکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح شیخ غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ کے نزدیک بھی یہ راوی معتبر ہے انہوں نے بھی ایک مقام پر ان کی روایت کی تحسین کی ہے۔[اخلاق النبی ﷺ وآدابہ: ۱۶۸]

دوسری علت کا جائزہ:

معترض نے اس روایت میں ابو خالد الوالبی اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع کا دعویٰ کیا ہے لیکن اس پر کوئی صحیح و معتبر دلیل نہیں دی ہے۔ بلکہ صرف ایک معاصر کا کلام اور ابن عبد البر رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کیا ہے۔

معاصر کا قول تو دلیل ہے ہی نہیں، رہا ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا حوالہ تو ان کے الفاظ یہ ہیں:

"وروی عن علی ولم یسمع منه فیما ذکروا" "اس نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ان سے سنا نہیں ہے جیسا کہ لوگوں نے ذکر کیا ہے" [الاستغناء فی معرفة المشهورین من حملة العلم بالکنی: ۱/۵۹۲]

اب یہ بات کن لوگوں نے ذکر کی ہے؟ اور کہاں ذکر کی ہے؟ اس کا کوئی حوالہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے پیش نہیں کیا ہے، اس لئے ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی اصل بنیاد نامعلوم ہونے کے سبب یہ قول غیر معتبر ہے۔

ہاں امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ:

أدرک علیا، رضی اللہ عنہ. وروی عن: جابر بن سمرة، وأبی هریرة، وروایته عن علی رضی اللہ عنہ، مرسل،

انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو پایا ہے اور جابر بن سمرہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے [الجرح والتعدیل: ۹/۱۲۰]

لیکن اس قول میں مطلقا سماع کا انکار نہیں ہے بلکہ پہلے ادراک کی بات کہنے کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کو مرسل کہا گیا ہے، جس کا مطلب صرف یہ ہے علی رضی اللہ عنہ سے ان کی مرفوع روایت مرسل ہوگی، لیکن یہ علی رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یا واقعہ بیان کریں تو اس میں سماع کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر کوئی اس قول کو مطلق سماع کے انکار پر محمول کرے تو پھر یہ غیر مقبول ہوگا کیونکہ انہوں نے ساتھ میں ادراک علی رضی اللہ عنہ کی بات بھی کہی ہے۔

مزید یہ کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابوخالد الوالبی کے سماع کا ثبوت صحیح سند سے الگ سے بھی موجود ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے انہیں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا بتایا ہے نیز علی رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ چنانچہ کہا:

أخبرنا محمد بن عبید، عن فطر عن أبی خالد الوالبی قال: "خرج علینا علی بن أبی طالب ونحن قیام ننتظره لیتقدم فقال مالی أراکم سامدین"

ابوخالد والبی کہتے ہیں کہ: "ہمارے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے اور ہم کھڑے ہوکر ان کا انتظار کررہے تھے تاکہ وہ ہماری امامت کرائیں تو علی رضی اللہ عنہ جب آئے تو کہا کہ: تمہیں کیا ہوگیا ہے تم سر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہو" [الطبقات الکبری: ۶/۱۲۸، وسندہ صحیح]

"محمد بن عبید الطنافسی" اور "فطر بن خلیفہ" یہ دونوں بخاری کے ثقہ راوی ہیں، عام کتب رجال۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا ان دونوں کے مابین انقطاع کا دعویٰ غلط ہے۔ لہٰذا محرر مذکور کی طرف سے اس روایت پر کئے گئے دونوں اعتراضات فضول ہیں، اور یہ روایت صحیح وثابت ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس واقعے کی اور بھی صحیح سندیں ہیں، لیکن اس قدر وضاحت ہی کافی ہے۔